تیرھواں باب

بوقت جماعت سنت فجر پڑھنا

فقہی مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص فجر کے وقت مسجد میں اس وقت آئے جبکہ جماعت ہو رہی ہو، اور ابھی اس نے سنت فجر نہ پڑھی ہوں تو اسے چاہئے کہ جماعت سے کچھ فاصلہ پر کھڑے ہو کر سنت فجر پڑھ لے بشرطیکہ جماعت مل جانے کی قوی امید ہو۔ اگر التحیات بھی مل سکے تب بھی سنت فجر پڑھ لے مگر وہابی غیر مقلد اس کے سخت خلاف ہیں اور اسی مسئلہ کی وجہ سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسے موقع پر سنت فجر چھوڑ دے اور جماعت میں شرکت کرے ہم نہایت دیانتداری سے اس باب کی دو فصلیں کرتے ہیں، پہلی فصل میں مذہب حنفی کے دلائل دوسری فصل میں غیر مقلد وہابیوں کے سوالات مع جوابات رب تعالیٰ قبول فرماوے۔

پہلی فصل

اس کے ثبوت میں

(۱) طحاوی شریف نے حضرت عبداللہ ابن ابی موسیٰ اشعری سے روایت کی:

عن ابیہ حین دعاھم سعید ابن العاص دعا ابا موسٰی و حزیفۃ وعبداللہ ابن مسعود قبل ان یصلی الغداۃ ثم خرجوا من عندہٖ وقد اقیمت الصلوٰۃ فجلس عبداللہ الٰی اسطوانۃ من المسجد فصلی الرکعتین ثم دخل فی الصلوٰۃ o

ترجمہ: وہ اپنے والد حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کرتے ہیں۔ جب انہیں سعید ابن عاص نے بلایا اس نے حضرت ابوموسیٰ حضرت حذیفہ اور عبداللہ ابن مسعود کو بلایا۔ نماز فجر پڑھنے سے پہلے یہ حضرات سعید ابن عاص کے پاس سے واپس ہوئے حالانکہ فجر کی تکبیر ہو چکی تھی۔ حضرت ابن مسعود مسجد کے ایک ستون کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر وہاں دو رکعتیں پڑھیں پھر نماز میں شامل ہوئے۔

دیکھو حضرت عبداللہ ابن مسعود نے جو فقیہ صحابی ہیں، حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت حذیفہ کی موجودگی میں جماعت فجر ہوتے ہوئے سنت فجر پڑھیں، پھر جماعت میں شامل ہوئے اور اس پر نہ تو ان دونوں صحابیوں نے کچھ

اعتراض کیا نہ کسی اور نمازی نے۔معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام کا عام طریقہ یہ ہی تھا کہ بوقت جماعت فجر، سنت فجر پڑھتے پھر جماعت میں شامل ہوتے تھے اور صحابہ کرام بغیر حضور کے حکم کے ایسا نہ کر سکتے تھے۔غرضیکہ یہ فعل سنت صحابہ ہے۔

(۲) اسی طحاوی نے حضرت ابومجلز سے روایت کی:

قال دخلت المسجد فی صلوٰۃ الغداۃ مع ابن عمر و ابن عباس و الا مام یصلی فاما ابن عمر فدخل فی الصف و اما ابن عباس فصلّٰی رکعتین ثم دخل مع الامام فلما سلم الامام قعد ابن عمر مکانہٗ حتّٰی طلعت الشمس فقام فرکع رکعتینo

ترجمہ: وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر اور عبداللہ ابن عباس کے ساتھ مسجد میں گیا حالانکہ امام نماز پڑھا رہا تھا۔حضرت ابن عمر تو صف میں داخل ہو گئے۔لیکن حضرت ابن عباس نے اولاً دو سنتیں پڑھیں پھر امام کے ساتھ نماز میں داخل ہوئے۔پھر جب امام نے سلام پھیرا تو ابن عمر وہاں ہی بیٹھے رہے جب سورج نکل آیا تو دو رکعت پڑھیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس نے جو بڑے فقیہ صحابی اور حضور کے اہل بیت اطہار میں سے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور تمام صحابہ کی موجودگی میں جماعت فجر کے وقت دو سنتیں پڑھ کر جماعت میں شرکت فرمائی اور کسی نے آپ پر اعتراض نہ کیا۔

(۳) طحاوی نے حضرت ابوعثمان انصاری سے روایت کی:

قال جاء عبداللہ ابن عباس و الامام فی صلوٰۃ الغداۃ ولم یکن صلی الرکعتین فصلی عبداللہ ابن عباس الرکعتین خلف الامام ثم دخل معھمo

ترجمہ: کہ حضرت عبداللہ ابن عباس مسجد میں اس حال میں آئے کہ امام نماز فجر میں تھے۔اور حضرت ابن عباس نے ابھی سنت فجر نہ پڑھی تھیں۔تو آپ نے امام کے پیچھے (دور) دو رکعتیں پڑھیں پھر ان سب کے ساتھ شامل ہوئے۔

(۴) طحاوی شریف نے حضرت محمد ابن کعب سے روایت کی:

قال خرج عبداللہ ابن عمر من بیتہٖ فاقیمت صلوٰۃ الصبح فرکع رکعتین قبل ان یدخل

المسجد وهو فی الطریق ثم دخل المسجد فصلی الصبح مع الناسo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر اپنے گھر سے نکلے ادھر نماز صبح کی تکبیر ہوئی تو آپ نے مسجد میں آنے سے پہلے ہی دو سنتیں پڑھیں حالانکہ آپ راستہ میں تھے پھر مسجد میں آئے اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔

(۵) طحاوی شریف نے حضرت ابی عبید اللہ سے روایت کی:

عن ابی الدرداء انہٗ کان یدخل المسجد والناس صفوف فی صلٰوۃ الفجر فیصلی الرکعتین فی ناحیۃ المسجد ثم یدخل مع القوم فی الصلٰوۃo

ترجمہ: کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لاتے تھے، حالانکہ لوگ نماز فجر میں صف بستہ ہوتے تھے تو آپ مسجد کے ایک گوشہ میں دو رکعتیں پڑھ لیتے تھے پھر قوم کے ساتھ نماز میں شامل ہوتے۔

(۶) طحاوی شریف نے حضرت ابو عثمان نہدی سے روایت کی:

قال کنا ناتی عمر ابن الخطاب قبل ان نصلی الرکعتین قبل الصبح وهو فی الصلٰوۃ فنصلی رکعتین فی آخر المسجد ثم ندخل مع القوم فی صلٰوتهمo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر فاروق کے پاس سنت فجر پڑھنے سے پہلے آتے تھے۔ حالانکہ حضرت عمر نماز میں ہوتے تھے۔ تو ہم مسجد کے کنارے پر سنت فجر پڑھ لیتے تھے، پھر قوم کے ساتھ ان کی نماز میں شامل ہو جاتے تھے۔

(۷) طحاوی شریف نے حضرت یونس سے روایت کی:

قال کان الحسن یقول یصلیهما فی ناحیۃ المسجد ثم یدخل مع القوم فی صلٰوتهمo

ترجمہ: کہ امام حسن فرماتے تھے کہ سنت فجر مسجد کے ایک گوشہ میں پڑھ لے پھر قوم کے ساتھ ان کی نماز میں شامل ہو جاوے۔

(۸) طحاوی شریف نے حضرت نافع سے روایت کی:

یقول ایقظت ابن عمر لصلوٰۃ الفجر وقد اقیمت الصلوٰۃ فقام فصلی الرکعتینo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر کو نماز فجر کے لئے بیدار کیا حالانکہ فجر کی تکبیر ہو رہی تھی تو آپ نے پہلے سنت فجر پڑھیں۔

(۹) طحاوی شریف نے حضرت امام شعبی سے روایت کی:

کان مسروق یجیء الی القوم وھم فی الصلوٰۃ ولم یکن رکع رکعتی الفجر فیصلی الرکعتین فی المسجد ثم یدخل مع القوم فی صلوٰتھمo

ترجمہ: حضرت مسروق قوم کے پاس آتے تھے جب کہ وہ نماز فجر میں مشغول ہوتے اور مسروق نے سنت فجر نہ پڑھی ہوتیں تو آپ مسجد میں پہلے دو سنتیں پڑھ لیتے پھر قوم کے ساتھ نماز میں شامل ہوتے تھے۔

(۱۰) طحاوی شریف نے حضرت عبداللہ ابن ابی موسیٰ اشعری سے روایت کی:

انہٗ دخل المسجد والامام فی الصلوٰۃ فصلی رکعتی الفجرo

ترجمہ: کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری مسجد میں آئے حالانکہ امام نماز میں تھا، آپ نے پہلے دو سنت فجر پڑھیں۔

یہ دس حدیثیں بطور نمونہ پیش کی گئیں ورنہ اس کے متعلق بہت روایات ہیں، اگر شوق ہو تو طحاوی شریف کا مطالعہ فرماویں۔

عقلی دلائل: عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ایسی حالت میں سنت فجر پہلے پڑھے، پھر جماعت میں شریک ہو، کیونکہ تمام مؤکدہ سنتوں میں سنت فجر کی زیادہ تاکید ہے، حتیٰ کہ مسلم، بخاری، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی شریف نے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت کی: (۱۱ تا ۱۵)

لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ شیء من النوافل اشد معاھدۃ منہ علیٰ رکعتین قبل الصبحo

ترجمہ: حضور ﷺ جتنی نگہبانی و پابندی سنت فجر کی فرماتے تھے اتنی کسی سنت کی نہ فرماتے تھے۔

(۱۱) تا (۱۲) اور احمد، طحاوی، ابوداؤد شریف نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتدعوا رکعتی الفجر وان طردتکم الخیل٥

ترجمہ: فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سنت فجر نہ چھوڑو اگرچہ تمہیں دشمن کا لشکر بھگا رہا ہو۔

غرضیکہ سنت فجر کی بہت تاکید ہے اور اگر سنت فجر رہ جائیں فرض پڑھ لئے جاویں تو ان کی قضا نہیں ہوتی، سنت ظہر تو فرض ظہر کے بعد بھی پڑھ لئے جاتے ہیں، ادھر جماعت بھی واجب ہے اگر یہ شخص سنت فجر کی وجہ سے جماعت چھوڑ دے، تو واجب کا تارک ہوا، اور اگر جماعت کی وجہ سے سنت فجر چھوڑ دے، تو اتنی اہم سنت مؤکدہ کا تارک ہوا۔ لہٰذا ان میں سے کسی کو نہ چھوڑے اگر جماعت مل سکے تو پہلے سنت فجر پڑھ لے، پھر جماعت میں شامل ہو جاوے دو عبادتیں کرنا بہتر ہے، ایک کو چھوڑنا بہتر نہیں۔

یہ بھی خیال رہے کہ جہاں جماعت ہو رہی ہو، وہاں ہی یہ سنت فجر پڑھنا منع ہے کہ اس میں جماعت کی مخالفت اور اس سے منہ پھیرنا ہے۔ لہٰذا ایسی جگہ کھڑا ہو، جہاں جماعت میں شامل نہ معلوم ہو، مسجد کے گوشہ یا دوسرے حصہ میں۔ ظہر کی پہلی سنتیں مؤکدہ ہیں، مگر بعد فرض پڑھی جا سکتی ہیں، اور سنت عصر و عشاء مؤکدہ نہیں، غیر مؤکدہ ہیں۔ اس لئے انہیں بوقت جماعت نہیں پڑھ سکتے، سنت فجر مؤکدہ بھی ہیں اور بعد فرض پڑھی بھی نہیں جاتیں، اس لئے اگر جماعت مل جانے کی امید ہو، تو پڑھ لے۔ لیکن اگر جماعت نہ مل سکے تو پھر سنت فجر چھوڑ دے کہ جماعت واجب ہے۔ واجب سنت سے زیادہ اہم ہے۔

دوسری فصل

اس مسئلہ پر اعتراضات و جوابات

اب تک اس مسئلہ پر ہم جس قدر اعتراضات معلوم کر سکے ہیں، وہ مع جوابات نہایت دیانتداری سے عرض کئے دیتے ہیں۔ اگر آئندہ کوئی اور اعتراض ہمارے علم میں آیا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کے تیسرے ایڈیشن میں اس کا بھی جواب عرض کر دیں گے۔

اعتراض ۱: طحاوی وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ٥

ترجمہ: آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا جب نماز کی تکبیر کہی جاوے تو

فرض کے سوا کوئی نماز نہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ فجر کی تکبیر ہو جانے پر سنتیں پڑھنا، اس حدیث کے صریح خلاف ہے۔ کیونکہ تکبیر ہو چکنے کے بعد صرف فرض نماز ہی پڑھی جانی چاہئے۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ یہ حدیث تمہارے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ تم بھی کہتے ہو کہ فجر کی تکبیر ہو جانے پر اپنے گھر میں یا مسجد کے علاوہ دوسری جگہ سنتیں پڑھ لے، اگرچہ وہ جگہ مسجد کے بالکل متصل ہو جہاں تک امام کی قرأت کی آواز جا رہی ہو، اور جماعت وہاں سے نظر آ رہی ہو، تو جو تم جواب دو گے وہ ہی ہمارا جواب ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر کسی نے سنت فجر یا دوسرے فرض جماعت سے پہلے شروع کر دیے ہوں اور درمیان میں فجر کی جماعت کھڑی ہو جاوے تو تم بھی اس نماز کا توڑنا واجب نہیں کہتے۔ بلکہ جائز ہے کہ یہ نماز پوری کر کے جماعت میں شریک ہو، حالانکہ اس حدیث میں کچھ تفصیل نہیں، لہٰذا یہ حدیث گویا مجمل ہے، جس پر بغیر تفصیل عمل ناممکن ہے۔

تیسرے یہ کہ یہ حدیث مرفوع صحیح نہیں، صحیح یہ ہے، کہ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا فرمان ہے جیسا کہ اسی جگہ طحاوی شریف نے بہت تحقیق سے بیان فرمایا۔ اور ہم پہلی فصل میں ثابت کر چکے ہیں کہ فقہاء صحابہ جماعت فجر کے وقت سنت فجر پڑھ کر جماعت میں شریک ہوتے تھے، لہٰذا ان کا عمل وقول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول پر ترجیح پاوے گا۔

چوتھے یہ کہ اس حدیث پر ہر شخص عمل نہیں کرسکتا، کیونکہ صاحب ترتیب جس پر ترتیب نماز فرض ہے، اگر اس کی عشاء قضا ہوگئی اور جماعت فجر قائم ہو جاوے، تو وہ اولاً عشاء قضا کرے، پھر جماعت میں شرکت کرے ورنہ ترتیب کے خلاف ہوگا۔

پانچویں یہ کہ اگر یہ حدیث مرفوع درست ہو، تب اس کے معنے یہ ہی ہوں گے کہ تکبیر فجر کے وقت جماعت کی جگہ یعنی صف سے متصل سنت فجر نہ پڑھے بلکہ مسجد کے گوشہ میں جماعت سے علیحدہ پڑھے تا کہ مذکورہ بالا خرابیاں لازم نہ آویں، حنفی یہ ہی کہتے ہیں کہ جماعت سے متصل سنت فجر ہرگز نہ پڑھے۔

چھٹے یہ کہ بیہقی شریف میں یہ حدیث اس طرح مروی ہے:

اذا اقیمت الصلوٰة فلا صلوٰة الا المکتوبة الا رکعتی الفجر ٥ (از حاشیہ طحاوی)

ترجمہ: جب نماز کی تکبیر کہی جاوے تو سوائے فرض کوئی نماز جائز نہیں بجز سنت فجر کے۔

اس صورت میں آپ کا اعتراض جڑ سے کٹ گیا، بیہقی کی یہ روایت اگر ضعیف بھی ہو تو بھی عمل صحابہ کی وجہ سے قوی ہو جاوے گی۔ عمل صحابہ ہم پہلی فصل میں عرض کر چکے وہاں ملاحظہ فرماؤ۔

ساتویں یہ کہ آپ کی پیش کردہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ تکبیر نماز کے بعد کوئی نفل جائز نہیں یعنی یہ درست نہیں کہ جماعت ہو رہی ہو اور دوسرا آدمی اسی جگہ نفلیں پڑھے جاوے۔ سنت فجر نفل نہیں بلکہ مؤکدہ سنت ہے۔ یہ تاویل اس لئے ہے، تاکہ احادیث میں تعارض نہ رہے۔

اعتراض ۲: طحاوی شریف نے حضرت مالک ابن بحینہ سے روایت کی:

قال اقیمت صلٰوۃ الفجر فاتٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علٰی رجل یصلی رکعتی الفجر فقام علیہ ولاث بہ الناس فقال اتصلیھا اربعا ثلٰث مرات o

ترجمہ: کہ ایک دن فجر کی تکبیر کہی گئی پس حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک شخص پر گزرے جو سنت فجر پڑھ رہا تھا اس پر کھڑے ہو گئے اور لوگوں نے بھی اس کھیر لیا فرمایا کہ کیا تو فجر کے فرض چار پڑھتا ہے یہ تین بار فرمایا۔

اس حدیث میں یہ سنت فجر کا صراحۃً ذکر ہو گیا، جس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ معلوم ہوا کہ تکبیر فجر کے وقت سنت فجر سخت منع ہے۔

جواب: یہ صاحب مالک ابن بحینہ کے صاحبزادے عبداللہ تھے اور وہاں ہی سنت فجر پڑھ رہے تھے۔ جہاں جماعت ہو رہی تھی، یعنی صف سے متصل، یہ واقعی مکروہ ہے، اسی پر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عتاب فرمایا، چنانچہ اسی طحاوی شریف میں اسی حدیث سے کچھ آگے یہ حدیث مفصل طور پر اس طرح مذکور ہے:

عن محمد ابن عبدالرحمٰن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر بعبد اللہ ابن مالک ابن بحینۃ وھو منتصب یصلی ثمۃ بین یدی نداء الصبح فقال لا تجعلوا ھذہ الصلٰوۃ کصلٰوۃ قبل الظھر وبعدھا واجعلوا بینھما فصلاo

ترجمہ: محمد ابن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عبداللہ ابن مالک ابن بحینہ پر گزرے حالانکہ وہ وہاں ہی کھڑے ہوئے تھے تکبیر فجر کے بالکل سامنے، تو حضور نے فرمایا کہ اس سنت فجر کو ظہر کی پہلی پچھلی سنتوں کی طرح نہ بناؤ، سنت فجر اور فرض فجر میں فاصلہ کرو۔

اس حدیث نے آپ کی پیش کردہ حدیث بالکل واضح کر دیا، کہ اگر سنت فجر جماعت سے دور پڑھی جاوے تو بلا

کراہت جائز ہے، جماعت سے متصل پڑھنا منع ہے، یہ ہی ہم کہتے ہیں۔لہٰذا آپ کا اعتراض اصل سے ہی غلط ہے۔

اعتراض ۳: جماعت فجر کے وقت چونکہ امام کی تلاوت کی آواز اس شخص کے کان میں بھی آوے گی۔اس لئے اس وقت سنت فجر نہ پڑھنا چاہئے۔رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو،لہٰذا سنت فجر جماعت کے وقت پڑھنا قرآن کریم کے بھی خلاف ہے۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں:ایک یہ کہ ہم کو سخت تعجب ہے کہ یہاں تو آپ سنت فجر اس لئے منع فرماتے ہیں کہ تلاوت قرآن کے وقت خاموش رہنا فرض ہے،اور خود آپ ہی امام کے پیچھے مقتدی پر سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض کہتے ہیں،کیا قرأت خلف الامام میں آپ کو یہ آیت یاد نہ رہی۔

دوسرے یہ کہ یہ اعتراض خود تم پر بھی پڑتا ہے،تم کہتے ہو کہ مسجد کے باہر سنت فجر پڑھ سکتے ہیں،اگر چہ وہ جگہ مسجد سے بالکل متصل ہو۔جہاں قرآن شریف پڑھنے کی آواز پہنچ رہی ہو۔

تیسرے یہ کہ قرآن پاک کا سننا اور تلاوت کے وقت خاموش رہنا فرض کفایہ ہے۔فرض عین نہیں۔مقتدیوں کا سننا اور خاموش رہنا کافی ہے،اگر فرض عین ہوتا تو بہت مشکل درپیش آتی۔ایک شخص کی تلاوت پر جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہو،وہاں تک طعام کلام اور دنیاوی کاروبار بند ہو جاتے،آج سائنس کا زور ہے۔ریڈیو پر تلاوت قرآن ہوتی ہے جس کی آواز ساری دنیا میں پہنچتی ہے۔اگر سننا خاموش رہنا فرض عین ہو،تو مصیبت آجاوے،بہر حال یہ اعتراض محض لغو ہے۔

اعتراض ۴: جماعت فجر کے وقت سنت فجر پڑھنے میں جماعت کی مخالفت ہے کہ لوگ قیام میں ہیں،یہ رکوع یا سجدہ میں،لوگ سجدہ میں ہیں،یہ التحیات میں اور مخالفت جماعت سخت بری چیز ہے

جواب: یہ مخالفت جب ہوگی،جبکہ جماعت سے متصل سنت فجر پڑھی جاویں۔اسے ہم بھی سخت مکروہ کہتے ہیں۔اگر جماعت سے دور مسجد کے گوشہ یا دوسرے حصہ میں پڑھے تو مخالفت بالکل نہیں،بلکہ بوقت ضرورت یہ مخالفت بھی جائز ہوتی ہے،دیکھو جس مقتدی کا وضو ٹوٹ جاوے،اگر وہ وضو کر کے واپس آئے۔اسی اثناء میں دو ایک رکعت ہو چکیں تو اپنی جگہ پہنچ کر یہ شخص پہلے اپنی فوت شدہ رکعتیں پڑھے گا۔پھر جماعت کے ساتھ شامل ہوگا۔ان رکعتوں کے ادا کرنے میں ظاہر ہے کہ جماعت کی مخالفت ہوگی مگر ضرورۃ جائز ہے۔سنت فجر بھی ضروری ہیں کہ اگر جماعت سے دور رہ کر ادا کر لی جاویں تو کوئی حرج نہیں۔